حالات شیخ نجم الدین کبریٰ

(٢)

از مولوی سید محمد فاروق بخاری لیکچرر شعبۂ عربی گورنمنٹ ڈگری کالج سوپور (کشمیر)

اولاد: حضرت شیخ کے اولاد کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہوا کہ اُن کی شادی شیخ روزبہان بقلی کی دختر سے ہوئی تھی جن کے بطن سے دو فرزند تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے مرشد کی نگاہ میں حضرت شیخ بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اسی طرح شیخ عمار یاسر کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ جب انہوں نے وفات پائی تو اُن کی جگہ شیخ نجم الدین کبریٰؒ ہی کو سونپی گئی۔ شیخ درویش شیرازی کے اس شعر میں بھی اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے[1]

شیخ نجم الدین کبریٰ بعد ازاں　　رہنمائے و پیشوائے سالکاں

آرائے اکابرین: حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ فریدالدین عطّار، سید محمد نوربخش، حضرت امام فخرالدین رازی، مولانا جلال الدین رومی وغیرہ سب اکابرین حضرت شیخ کی تعریف میں رطب اللّساں ہیں۔ شیخ نظام الدین، جو حضرت شیخ کی شہادت (٦١٨ھ) کے صرف اٹھارہ سال بعد (٦٣٦ھ) میں تولّد ہوئے جب حضرت شیخ کا ذکر کرتے ہیں تو شیخ حسن علا سجزی کہنے کے مطابق "چشم پُر آب" ہوتے ہیں۔ حضرت سلطان الاولیا فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کبریٰ نے شیخ سیف الدین باخرزی اور شیخ شہاب الدین کے بارے میں پیشینگوئی کی تھی کہ اول الذکر کو از دنیا نصیب تمام خواہد بود و در عقبیٰ بیش ازاں" اور موخرالذکر کو "ترا ہم در دنیا و عقبیٰ راحت خواہد بود اما شیخ سیف الدین را بیشتر خواہد بود[2] غرض سلطان المشائخ

---

[1] نظام الملک طوسی "تمہید" ص ۱　[2] فوائد الفواد (مرتبہ محمد لطیف ملک) لاہور ص ٣٣٣
٣٣٥

شیخ نظام الدین حضرت شیخ کے فضل و کمال کے معترف ہیں اور جب اُن کا نام لیتے ہیں تو قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں ۔ اسی طرح شیخ فرید الدین عطار "مظہر العجائب" میں فرماتے ہیں :-

این چنین گفت است نجم الدین ما ۔۔۔ آنکہ بود اندر جہان از اولیا

آن ولیِ عصر سلطانِ جہاں ۔۔۔ منبعِ احسان و میرِ عارفاں

شیخ نجم الدین کبریٰ نامِ او ۔۔۔ در جہاں جان و دل پیغامِ او

سید محمد نوربخش ان الفاظ میں حضرت شیخ کا ذکر کرتے ہیں

کان اکمل العلماءِ المرشدین فی زمانہٖ وَ اَعْلَمَ العلماء بین اقرانہٖ وھو صاحب الاحوال الرفیعہ والمقامات والمکاشف والمشاھدات وتجلیّات الذات والصفات والسیر فی الملکوت والطیر فی الجبروت ومشرب التوحید والحقائق والتصرف فی الاطوارِ القلبیۃ و ایصال الافیاض الغیبیۃ الی المسترشدین۔ شعب من ذیل ولایتہٖ کثیرٌ من الاولیاء وَاھل الارشاد۔ وھو مجتہدٌ فی علوم الظاھرۃ والباطنۃ۔ ولہٗ فی الارشاد وتربیۃ السالکین شانٌ مختص ؎[1]

امام فخر الدین رازی کے فضل و کمال سے کون ناواقف ہے حضرت شیخ کی جلالت وعظمت کے وہ بھی دل سے قائل تھے۔ بلکہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت امام حضرت شیخ کے اجل خلفا میں سے تھے۔ ان دو مقدس شخصیتوں کی ملاقات کی طرف چند علماء نے مختصر الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ مثلاً ابن العماد الحنبلی لکھتے ہیں۔

اجتمع بہ الامام فخر الدین الرازی فاعترف بفضلہٖ ؎[2] ۔۔۔ حضرت شیخ امام رازی سے ملے تو امام صاحب نے ان کی فضیلت کا اعتراف کیا

[1] بحوالہ اصول تصوف۔ ڈاکٹر احسان اللہ استخری ص — [2] شذرات الذہب ج ۵ ص ۸۰

مولف مجمع السعادۃ نے ان دو بزرگوں کی ملاقات کے سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ ذکر کیا ہے جو ہم ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں ایک بار امام رازیؒ ہرات تشریف لے گئے تو تمام علماء و صلحا ان کی ملاقات کی غرض سے آئے۔ ایک دن امام صاحب نے دریافت کیا کہ کیا کوئی ایسا شخص بھی رہ گیا ہے جو ہماری ملاقات کو نہیں آیا۔ لوگوں نے کہا: صرف ایک صالح شخص جو گوشہ نشین ہے باقی رہ گیا ہے۔ امام صاحب نے کہا: میں ایک واجب التعظیم شخص اور مسلمانوں کا امام ہوں پھر اس نے میری ملاقات کیوں نہیں کی۔ لوگوں نے اس مردِ صالح سے یہ بات کہی لیکن اس نے کچھ جواب نہ دیا اور دونوں میں مخالفت ہو گئی۔ اس کے بعد شہر کے لوگوں نے ایک دعوت منعقد کی دونوں بزرگوں نے دعوت قبول کی۔ اور ایک باغ میں جمع ہو گئے۔ اب امام صاحب نے ملاقات نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو اس مردِ صالح نے کہا: میں ایک فقیر آدمی ہوں میری ملاقات سے کوئی شرف حاصل ہو سکتا ہے اور نہ میری ملاقات نہ کرنے سے کوئی نقص پیدا ہو سکتا ہے۔ امام صاحب نے کہا۔ یہ جواب اہل ادب یعنی صوفیہ کا ہے۔ اب مجھ سے حقیقت بیان کرو۔ اس مردِ صالح نے کہا: کس بنا پر آپ کی ملاقات واجب ہے؟ تو امام صاحب نے کہا کہ میں مسلمانوں کا واجب التعظیم شخص ہوں۔ اس مردِ صالح نے کہا: آپ کا سرمایۂ فخر علم ہے، لیکن خدا کی معرفت رأس العلم ہے۔ پھر آپ نے خدا کو کیوں کر پہچانا۔ امام صاحب نے کہا سو دلیلوں سے: اس مردِ صالح نے کہا "دلیل کی ضرورت تو شک کے زائل کرنے کے لئے ہوتی ہے لیکن خدا نے میرے دل میں ایک ایسی روشنی ڈالی ہے کہ اس کی وجہ سے میرے دل میں شک کا گزر ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ وہاں دلیل کی ضرورت ہو" امام صاحب کے دل میں اس کلام نے اثر کیا اور اسی مجلس میں اس مردِ صالح کے ہاتھ پر توبہ کی اور خلوت نشین ہو گئے اور مقاماتِ تصوف حاصل کیے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ مردِ صالح حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہٗ تھے۔ [1]

---

[1] امام رازی: مولانا عبدالسلام ندوی ص ۱۲

مسلک | حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ اگرچہ فقہی زنجیروں سے آزاد معرفت کے مقام رفیع پر فائز تھے تاہم ایک مسلک کے وہ بھی مقلد تھے۔ تذکرہ نگاروں نے کہا ہے کہ آپ مسلکاً شافعی تھے "خیوق" کا ذکر کرتے ہوئے جو حضرت شیخ کی جائے پیدائش ہے یاقوت حموی المتوفی ۶۲۶ھ نے لکھا ہے۔

اهلها شافعية دون جميع بلاد خوارزم فانهم حنفية[۱]

"خیوق" کے رہنے والے شافعی ہیں جب کہ سارے علاقہ خوارزم کے لوگ حنفی ہیں۔

حضرت شیخ کے بہت سے مرید حنفی تھے جن میں مولانا بہاؤ الدین ولد (والد ماجد مولانا جلال الدین رومی) بھی ایک ہیں۔ حضرت شیخ کے بہت سے عقیدتمندوں نے اپنا آبائی مسلک ترک کر کے حضرت شیخ کا مسلک اختیار کیا جن میں حضرت امیر علی بن شہاب الہمدانی رح بھی ایک ہیں۔ مگر وسعت قلبی کا یہ حال تھا کہ جب تبلیغ اسلام کی غرض سے کشمیر تشریف لائے تو یہاں ایک اور بزرگ شیخ سید عبدالرحمان (بابا بلال) رح نے حنفی ہونے کی وجہ سے اسی مسلک کے مطابق اسلامی حدود اور شرعی قواعد کی اشاعت کی تھی۔ اگر میر سید علی چاہتے تو شافعی مسلک کے مطابق تبلیغ کرتے اور سو فیصد کامیاب ہوتے مگر ایسا نہیں کیا بلکہ تبلیغ کے وقت وہی مسلک زیر نظر رکھا جو اُن کے پیش رو مبلغ کا تھا۔ اسی وجہ سے کشمیر کے مسلمان نوے فیصد حنفی مسلک کے مقلد ہیں۔

تصنیفات اور چند ارشادات | حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ بڑے عالم دین تھے جس کا کچھ تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہوا۔ تصوف کی طرف بعد میں مائل ہوئے ورنہ وہ پہلے علیم القدر عالم کی حیثیت ہی سے مشہور تھے۔ اِس پر اُن کے القاب جیسے "الطامۃ الکبریٰ" اور "نجم الدین" کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ بلند پایہ مصنف تھے۔ مگر اکثر تصنیفی ذخیرہ گردش روزگار کی نذر ہوا ہے۔ ورنہ انہوں نے عربی اور فارسی میں بہت کچھ لکھا تھا۔ بعد کے بزرگوں

---

[۱] معجم البلدان ج ۳ ص ۵۰۳

نے انہی کتابوں میں کہیں کہیں اُن کے ارشادات ذکر کئے ہیں جو اُن کی علمی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے **ماکان محمد ..... خاتم النبیین** آیتِ متبرکہ کے بارے میں لکھا ہے حضرت شیخ نجم الدین نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ اس دنیاء ظاہری سے تعلق ہی نہیں رکھتے تھے [1] کہا جاتا ہے کہ حضرت شیخ نے ایک ضخیم تفسیر بھی لکھی تھی۔ **ولہ تفسیر فی اثنتی عشرۃ مجلدۃ** [2] بارہ جلدوں پر مشتمل انہوں نے ایک تفسیر بھی لکھی ہے صاحبِ مناقب الاصفیا نے لکھا ہے کہ حضرتِ شیخ کی ایک کتاب کا نام "تبصرۃ" ہے۔ یہ کتاب' اِس کے علاوہ اُن کا ایک اور رسالہ ہندوستان میں مشہور و معروف ہے پروفیسر براؤن لکھتے ہیں کہ حضرتِ شیخ کے دو رسالے برٹش میوزیم میں موجود ہیں۔ ایک عربی میں ہے اور دو تین صفحات پر مشتمل ہے۔ اِس کا نفس مضمون تصوّف ہے۔ دوسرا رسالہ جس کا نام **صفات الادب** ہے' فارسی میں ہے اور اُن شرائط و قواعد پر بحث کرتا ہے جو مبتدی متصوّف کو میدانِ سلوک میں ملحوظ رکھنے پڑتے ہیں [3] حضرت شیخ کے عربی میں لکھے ہوئے دو مزید رسالے کتب خانہ مجلس شوریٰ ایران میں مجموعہ مخطوطات میں زیر شمارہ ۵۹۸۵ موجود ہیں۔ ایک رسالے کا نام **فوائح الجمال وفواتح الجلال** ہے۔ اِس رسالے کی کتابت کی تاریخ ۷۰۹ھ ہے اور دوسرے رسالے کا نام **الخائف (یا الی الهائم)** ہے یہ ناقص ہے [4] ان تصانیف کے علاوہ بعض محققین نے حسب ذیل رسالے بھی حضرت شیخ کی تصنیفات میں شمار کئے ہیں (۱) **الاصول العشرۃ**۔ (۲) **رسالۃ السفینۃ** (۳) **آداب المریدین** (۴) **منہاج السالکین** (۵) **قرب الطریق الی اللہ**

ان تصانیف میں منہاج السالکین' خواجہ نصیر الدین طوسی کی "قواعد العقائد" کے حاشیہ

---

[1] بحوالہ Sufism Its Saints and Shrines By John A. Subhan
[2] شذرات الذہب ج ۵ ص ۸۰ [3] A Literary History of Persia Vol 2
[4] تاریخ تصوف در اسلام (طہران) ج ۲ ص ۵۴۶

پرطبران سے چھپ گئی ہے۔ کتاب ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے جو حسب ذیل ہیں۔
منہج اوّل:۔ در صفت فقیر سالک در راہ تصوّف
منہج دوم۔ در نشانی محبت خدائے عز بندہ را و وصل بندہ بمولائے خود و شناسائی حضرت دوست بصفات و تقدّس ذاتش
منہج سوم:۔ در حقیقت دخول فقیر راہ رَو در خلوت و آداب آں
منہج چہارم:۔ در معرفت نفس و اتباع آں۔
منہج پنجم:۔ در انداز فقیر و ارشاد وے
منہج ششم:۔ در تفصیل فقر بر ماسوا اللہ
منہج ہفتم:۔ در صفت دنیا
منہج ہشتم:۔ در صفت راہ الٰہی

فوائح الجمال و فواتح الجلال: اُن کی سب سے عظیم الشان کتاب ہے اور میر سید علی ھمدانی کے رسائل میں اس کتاب کا حوالہ متعدد جگہوں پر ملتا ہے۔ یہ کتاب عربی میں ہے اور تصوّف و سلوک سے بحث کرتی ہے۔ کتاب کی ابتداء میں لکھتے ہیں:۔

سمّیت الکتابَ فوائح الجمال و فواتح الجلال۔ تذکرۃً للمنقطعین الی اللہ تعالیٰ و تبصرۃً للمخلصین و اسأل اللہ تعالیٰ لعفو و العافیۃ فی الدنیا و الآخرۃ و المغفرۃ الرحمۃ لجمیع اُمّۃ محمد علیہ السلام و لمن قال لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ والھدایۃ لجمیع خلقہٖ انّہ الکریم المنّان المجید الحنّان والحمد للّٰہ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی۔

یہ کتاب عشق و عرفان سے لبریز ہے اور حقائق اشیا اور معارف الٰہیّہ بیان کرتی ہے فرماتے ہیں کہ عرفان سے انعامات و احسانات ظاہر ہوتے ہیں اس سے محبت پیدا ہوتی ہے محبت

کا وارث فنا ہو جاتا ہے۔ فنا ہی محبت کی حقیقت اور حصول ہے۔ جب عاشق عشق میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ خود عشق بن جاتا ہے پھر عشق معشوق میں مٹ جاتا ہے۔ اس مجموعہ میں بظاہر ایسی باتیں بھی مل جاتی ہیں جو قابلِ اعتراض نظر آتی ہیں مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اعلم ان النفس والشیطان الملک لیست اشیاء خارجۃ عنک بل انت ھم وکذالک السماء والارض والکرسی لیست خارجۃ عنک ولا الجنۃ والنار ولا الموت ولا الحیاۃ. انما ھی اشیاء فیک فاذا سرت وصفوت تبینت ذالک ان شاء اللہ

جاننا چاہیئے نفس، شیطان اور ملک ایسی چیزیں نہیں ہیں جو تم سے خارج ہیں بلکہ یہ تجھ ہی میں ہیں اسی طرح زمین، آسمان، کرسی بھی تجھ سے باہر نہیں ہیں، نہ جنت و جہنم اور موت و حیات تجھ سے الگ ہیں۔ یہ تیرے اندر ہیں جب تم ترقی کروگے تو یہ تم پر کھل جائے گا۔ انشاء اللہ

مگر حضرات صوفیہ کرام کے اس طرح کے اقوال شریعت میں کسی طرح حجت نہیں بن سکتے۔ حضرت مولانا انور شاہ محدث شیخ اکبر کے زبردست مداح، اور اُن کے فضل و کمال کے معترف تھے مگر جب اُن کا کوئی قول شریعت کے تابع دکھائی نہیں دیتا ہے تو صاف صاف اسے صوفیہ کرام کے شطحیات پر محمول کرتے ہیں جو از روئے شریعت دلیل نہیں بن سکتے۔ پھر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رح نے حفظ ما تقدم کے طور پر اپنے عقائد بھی واضح کئے ہیں تاکہ کسی ملحد اور محرّف کو تحریف و تنسیخ کا موقع نہ ملے منہاج السلوک میں فرماتے ہیں۔

آمنا بہ وبجمیع ملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت والشفاعۃ والجنۃ والنار والقبر والسوال والحوض والمیزان والصراط والخلود (خلود النار) للکافرین ورد المظالم والامن والنعیم

ہم نے اللہ پر، اس کے فرشتوں، کتابوں، پیغمبروں، حیات بعد الموت، شفاعت، جنت، جہنم، قبر، سوال، حوض، میزان، صراط، کفار کے لئے دائمی جہنم پر ایمان لایا۔ اور مظالم کو دور امن کے نفیا؟ اور جنت پر نعمات پر لایا۔ اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ رب کی جانب سے ہے ہم ایمان لاتے ہیں الا قلیل

فی الجنة وکل ما قال الله فی محکم
کتابه من الاخبار والقصص والامثال
والحکم والحرام والمتشابه وما بیّن
رسولنا رسول الله صلی الله علیه
وآله حق۔ وهو سبحانه وتعالیٰ
قائم بذاته وقیام جمیع الخلائق
به، وکلهم محجوبون عن سر قدره
وقدرته ولا یملکون لانفسهم ضرا
ولا نفعا ولا موتا ولا حیوٰة ولا نشورا
ومن دخل الجنة بفضله ومن
دخل النار فبعدله۔

اخبار، تاریخی واقعات، امثال وحکم، حلال وحرام
اور متشابہ بیان فرمایا اس کو برحق مانتے ہیں اور
وہ سب حق ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے توضیح وتفصیل فرمائی۔ خود اللہ
سبحانہ وتعالیٰ قائم بذاتہ ہیں، تمام مخلوقات اس
کی وجہ سے قائم ہیں۔ اللہ کے قضا وقدر کے
راز سب پر مخفی اور پوشیدہ ہیں۔ مخلوقات
بذاتِ خود کسی نفع وضرر، موت وحیات اور
بعث بعد الموت پر طاقت نہیں رکھتے۔ جو
کوئی جنت میں داخل ہوگا وہ اللہ کے فضل و
کرم کے طفیل جائے گا اور جو جہنم میں داخل ہوگا وہ
اللہ کے عدل وانصاف کے عین مطابق ہوگا۔

"فواتح الجمال" میں "هل یسقط
التکلیف عن عباده الخواص" ——
نعم بمعنی ان التکلیف ماخوذ من
الکلفة وهی المشقة، فیعبدون الله
تعالیٰ بلا مشقة وکلفة، بل یتلذذون
بها ویطربون۔ فان الصلوٰة مناجاة
ولکن مهما کان العابد موافقا للشیطان
مخالفا للرحمٰن لم یجد لذة المناجاة
لما غلب علیه ذلک فان المناجاة

میں تکلیف کو ایک عجیب چکر دے کر فرماتے ہیں۔
ہاں اس حیثیت سے اللہ کے خاص بندوں سے
"تکلیف" ساقط ہوتی ہے جبکہ اسے "کلفت" سے
ماخوذ مانا جائے جس کا معنیٰ مشقت ہے۔ یہ حضرات
چونکہ بغیر کسی محنت ومشقت کو محسوس کئے اللہ کی
عبادت کرتے ہیں بلکہ اس سے لذت اور دل کی
خوشی پاتے ہیں۔ لیکن کبھی عابد شیطان کے موافق
اور رحمٰن کے مخالف عمل کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ مناجات

المخالف صعبة شاقة على البدن اتاها ادا فق الرحمٰن وعادى الشيطٰن كان الصلوٰة فى حقه مناجاة الحبيب وهو الذّ الاشياء

جیسے کہ نماز میں سے کوئی لذت محسوس نہیں کرتا بلکہ اس پہ بار گزرتی ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ شیطان کے موافق اس کی مناجات بدن پر سخت مشکل ہو جاتی ہے۔ اور جب عابد وہ صورت اختیار کرتا ہے جو اللہ کے مطابق ہوتی ہے اور وہ شیطان کا دشمن بن جاتا ہے تو نماز اس کے حق میں دوست کے ساتھ ہم کلامی کی صورت اختیار کرتی ہے جو سب سے زیادہ لذیذ چیز ہے۔

حضرت شیخ رح کے طریقِ سلوک میں دس اصول کارفرما نظر آتے ہیں۔ اور وہ انہی پر زور دیتے ہیں کشمیر میں ان دس اصولوں کے شارح اور مبلغ حضرت میر سید علی ہمدانی تھے[۱] جنہوں نے حضرت شیخ کی تصنیفات عربی سے فارسی میں منتقل کر کے شائع و ذائع کئے۔ اور بعض محققین نے غلطی سے ان تراجم کو حضرت امیر سید علی کی حقیقی تصنیفات میں شمار کیا ہے۔ ان میں ایک "اقرب الطرق الی اللہ" ہے۔ یہ حضرت شیخ کی کتاب ہے اور نہایت مختصر ہونے کے باوجود تصوف پر عمدہ کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر احسان اللہ لکھتے ہیں۔

در آداب و دقائقِ سلوک کہ با ہمہ اختصار بر معارفِ بسیار شامل است[۲]

سلوک و آداب کے دقیق مسائل میں مختصر ہونے کے باوجود بہت سے معارف و حقائق پر مشتمل ہے۔

اسی رسالے میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے لئے اتنی راہیں ہیں جتنے مخلوقات کے سانس۔ لیکن ان میں نزدیک ترین راہیں صرف تین ہیں۔ اوّل:۔ اربابِ معاملات کا راستہ" اس راہ میں مختلف قسم کی عبادات

---

۱ A History of Kashmir By Dr. Sufi vol I P-223
۲ اصول تصوف ص ۲۱۲

جیسے نماز روزہ، تلاوتِ قرآن پر مدار ہے مگر وہ لوگ بہت ہی کم ہیں جو اس راستے پر چل کر منزلِ مقصود کو پہنچتے ہیں۔ دوم۔ ارباب مجاہدات و ریاضات کا راستہ، جو اخلاق کی تبدیلی نفس کی پاکیزگی، دل کی صفائی اور روح کو روشن کر کے منزل پر پہنچتے ہیں۔ راہِ اوّل کے مسافروں میں سے جو کامیاب ہوتے ہیں اُن سے اس نہج پر چلنے والے زیادہ ہیں۔ سوم:۔ یہ راستہ سائرانِ الی اللہ و طائرانِ حضرت اِلٰہ کا ہے۔ یہ عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے سالکوں کا راستہ ہے۔ دوسری راہوں کے جو آخری حدود ہیں وہ اس راہ کی ابتدائی منزل ہے۔ اس راہ کا حصول موتِ ارادی پر منحصر ہے۔ جیساکہ ارشاد ہوا مُوتُوا قبل اَن تموتوا، مگر اس کا تحقق دس اصولوں پر عمل کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۱) توبہ (۲) زہد (۳) توکل بر خدا (۴) قناعت (۵) عزلت (۶) ملازمۂ ذکر (۷) توجہ الی اللہ (۸) صبر (۹) مراقبہ (۱۰) رضا [۱]

جب ظاہر و باطن کی طہارت و پاکیزگی کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں بھی دس شرائط پیش کرتے ہیں اس پر ان کی مستقل کتاب الی الہائم الخائف من لومۃ اللائم عربی زبان میں ہے۔
حضرت شیخ بھی اُن ہی چند بزرگوں میں ہیں جو عشقِ مجازی کو عشقِ حقیقی تک پہنچنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ اُن کے شیخ اور مربّی شیخ روزبہان بقلی کا مسلک بھی تھا۔ وہ بھی خوبصورت صورتوں کے ساتھ محبت رکھتے تھے چاہے وہ عورت ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رح صاف صاف فرماتے ہیں۔

عشقتُ جاریۃً بقریۃٍ علی ساحل	ملک مصر میں دریائے نیل کے کنارے ایک گاؤں ہے
نیل بمصر فبقیتُ ایامًا لا آکل	وہاں میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ بہت
ولا اشرب الا ما شاء اللہ حتّٰی	دنوں تک یہی حالت رہی کھانا پینا چھوٹ گیا
کثرت نارُ العشق فکنتُ اتنفّس	آتش عشق نے یہاں تک غلبہ کیا کہ میری سانس

---

[۱] اصولِ تعلیم - ڈاکٹر احسان اللہ

فیولا ناقلما تنفست ثمہ لاژ یلتقی	سے آگ نکلتی۔ جب میری سانس سے آگ
من السماء بجذ اءِ نفسی ناژ یلتقی	نکلتی تو آسمان سے بھی ایک آگ میری سانس
ناران ما بینی وبین السماء فما	کے بالمقابل نکلتی اور یہ دونوں میرے اور آسمان
کنت ادری من این یلتقیان	کے درمیان مل جاتیں میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ دونوں
فعلمت ان ذلک شاھدی فی السماء	کہاں سے مل جاتی ہیں۔ بس میں نے جان لیا کہ
	یہ میرا معشوق ہے آسمان میں ۔

ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ حضرت شیخ نے اپنے بارے میں لکھا ہے۔

"ایک بار عرب کے کسی شہر میں میں کسی پر عاشق ہو گیا میں نے اس پر اپنی ہمت مسلط کر دی اس کو میں نے پکڑا اور اپنی ذات سے باندھ دیا اور اپنے سوا ہر کسی سے منع کر دیا لیکن اس کے چند نگہبان تھے۔ اس لئے وہ صاف صاف گفتگو نہ کر سکتا تھا۔ زبانِ حال سے اس نے گفتگو کی۔ میں اس کو سمجھتا تھا اور اس سے اسی طرح گفتگو کرتا تھا اور وہ اس کو سمجھتا۔ کام انتہا کو پہنچا یہاں تک کہ میں وہ ہو گیا اور وہ میں ہو گیا۔ اور عشق محض صفائی روح تک پہنچ گیا۔ ایک رات اس کی روح پراگندہ حال میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اے شیخ میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ تو نے مجھے قتل ہی کر ڈالا۔ پس میری فریاد کو پہنچ۔ میں نے پوچھا، تو کیا چاہتی ہے؟ کہا! مجھے اجازت دے کہ میں قدم چوموں" میں نے اجازت دی۔ اس نے میرے قدم چومے اور اپنا منہ اٹھایا۔ میں نے اس کو بوسہ دیا یہاں تک کہ اس کو راحت و اطمینان ہوا۔ اور اس نے میرے قلب سے معانقہ کیا" ؎۱

مشہور صوفی صافی اور حضور اکرم ؐ کا قصیدہ گو محمد بن سعید بن حماد البوصیری (متوفی ۶۹۵ھ) صاحب قصیدہ بردہ بھی عشق مجازی کو عشق حقیقی کے حصول کے لئے ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔ وہ بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں ایک لونڈی پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ لیکن لونڈی کسی صورت

؎۱ رموزِ عشق: ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۸۵ رموزِ عشق ص ۱۸۵

میں تسلیم نہیں کرتی۔ ہر چند شیخ بوصیری کہتے ہیں

قلتُ لا بُدّ ان تسیری الی الدار — فقالت عسی! انا مجنونة!
قلتُ سیری فاتنی لکِ خیرٌ — من اَبٍ راحمٍ و اُمٍّ حنونة
انا نعم القرین ان کنتِ تبغین — حلالاً و انتِ نعم القرینة

لیکن اس نے اس عاجزی کے باوجود انکار کیا۔

قالتْ اُضْرِبُ عن وصلِ مثلی صفحاً — و اَضْرِبِ الخلَّ اَو بصیرِ طحینة
لا اری ان تمسّنی یدُ شیخٍ — کیف ارضی به لعطشتی مشینة[1]

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ حضرات صوفیہ کرام کس عالم میں اس طرح کی گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے سامنے کیا ہوتا ہے، کس چیز سے کیا مدّعا لیتے ہیں؟ ۔ ہم ظاہر بینوں کے لئے یہ باتیں قطعاً حجت نہیں بن سکتے۔ حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی نے کتنی اچھی بات فرمائی ہے ۔

"اول تو یہ حضراتِ صوفیہ واللہ اعلم کن کن احوال ومقامات سے گذرتے رہتے ہیں۔ ان کے سیر وسلوک کی بہت سی منزلیں ہی ہم عوام واہل ظاہر کے لئے ناقابلِ فہم، اس پر طرّہ ان کی خاص خاص اصطلاحات اور رمز وکنایہ، لفظ پرلا کچھ گیا اور مراد اس سے کچھ لی گئی"[2]

غرض حضرت شیخ کی روح عشق ومستی میں ڈوبی ہوئی تھی شیخ فخر الدین عراقی رح نے "قبلۂ عاشقاں" کہا ہے۔ فرماتے ہیں

قبلۂ عاشقاں وحید اللہ — نجم دین آں زبہرِ عشق آلہ

حضرت شیخ کا منظوم کلام حضرت شیخ بلند پایہ شاعر بھی تھے اور یہ وقت فارسی شاعری کے عروج کا وقت بھی تھا۔ انوری، خاقانی اور نظامی گنجوی حضرت شیخ کے ہم عصر تھے افسوس ہے کہ حضرت شیخ کا سارا منظوم کلام تلف ہوا ہے۔ بس اتنا ہی موجود ہے۔ جو دیگر تذکرہ نگاروں نے نمونۂ کلام کے طور پر اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ ان اشعار میں بعض

---

[1] الموازنة بین الشعراء: ڈاکٹر زکی مبارک مکتبہ مصطفیٰ مصر ۱۹۳۶
[2] بزم صوفیہ۔ تقریب از مولانا دریابادی ص ۲

اس قدر گہرے ہیں کہ وہ دل کا مریض ہی اس کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ حسب ذیل اشعار کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں۔

"ان اشعار میں عشق و سرشاری کی عجیب کیفیت، سوز و گداز اور محویت و استغراق کا عجب عالم نظر آتا ہے"۔ ؎۱

در چنیں حیرت کہ من دارم چہ گویم وصف خویش — آتشم خاکم نسیم آب دریا چیستم
عاقلم دیوانہ ام اندر فراقم یا وصال — نیستم ہستم نہ بر جایم نہ بے جا چیستم

فرماتے ہیں

نہ از علوی خبر دارم نہ از سفلی خبر دارم — نہ در گنج مناجاتم نہ در کوئے خراباتم
وطن جائے دگر دارم کہ ایں جا نیست و آنجا نہ — خلاف عقل طاعاتم کشیدہ رطل مستانہ

چند رباعیات "اصول تصوف" کے مصنف نے بھی ذکر کی ہیں۔ چند حسب ذیل ہیں۔

عمری ہمگی قرب و لقا کرد طلب — پیدا و نہاں از من و ما کردہ طلب
کار از دل کش دہم آخر کار — رو بیں کہ کجا و ما کجا کردہ طلب

چو نیست ز ہر چہ نیست جز باد بدست — چوں ہست بہر چہ ہست نقصان و شکست
پندار کہ ہست ہر چہ در عالم نیست — انگار کہ نیست ہر چہ در عالم ہست

عقل از رہ تو حدیث و افسانہ برد — در کوئے تو رہ مردم دیوانہ برد
ہر لحظہ چو من ہزار دل سوختہ را — سودائے تو از کعبہ بہ بتخانہ برد

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد — یا با کس دیگر آشنا خواہد شد

؎۱ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۳ ص ۱۵۶

از بہر تو بگزرد کرا دارد دوست — در کوئے تو بگزرد کجا خواہد شد

چوں عشق بدل رسید دل درد کند — دردِ دلِ مرد، مرد را مرد کند

در آتشِ عشق خود بسوز دو آں نگاہ — دوزخ ز برائے دیگراں سرد کند

زاں بادہ نخوردہ ام کہ ہشیار شوم — آں مست نبودہ ام کہ بیدار شوم

یکجام تجلّی جمال تو بس است — تا از عدم و وجود بیزار شوم

کچھ نصیحت آمیز قطعات بھی اُن کے منظوم کلام میں موجود ہیں۔ ایک ملاحظہ۔

خواجگاں در زمانِ معزولی

ہمہ شبلی و بایزید شوند

باز چوں بر سرِ عمل آیند

ہمہ چوں شمر و چوں یزید شوند

انتخاب الترغیب والترہیب

مصنفہ: الامام الحافظ زکی الدین المنذری   انتخاب و ترجمہ و تشریح: مولانا عبداللہ طارق

نیک اعمال کے اجر و ثواب اور بدعملی پر زجر و عتاب کے موضوع پر ایک نہایت جامع و مستند اور مقبول عام کتاب جس میں نیک اعمال اور اچھے اخلاق کے فضائل اور انعامات صحیح حدیثوں سے لیے گئے ہیں۔ حدیثوں کے عربی متن کے ساتھ آسان زبان میں ترجمہ اور مختصر تشریح خود پڑھیے گھروں میں پڑھوائیے اور مسجدوں کے مجمعوں میں سنوائیے۔ جلد اول بلا جلد قیمت دوم سوئم

جنرل منیجر ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶